

سیرت و کردار کی تبدیلی کی ضرورت

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

یہاں اورنگ آباد آ کر مجھ جیسے تاریخ کے ایک طالب علم پر کچھ پرانی یادوں کا اثر تازہ ہو جاتا ہے، یہ کوئی غیر معمولی اور عجیب بات نہیں ہے، مورخوں کی ایک بڑی دشواری یہ ہے کہ وہ اپنے تاریخی مطالعہ سے کسی جگہ غلطدہ ہونہیں سکتے، تاریخ کے نتائج بدلی بن کر سامنے آ جاتے ہیں، وہ کتنا ہی چاہیں کہ وہ اس سے ہٹ جائیں، ہٹتے نہیں ہیں۔

اورنگ آباد کو میں ہندوستان کا غرناطہ کہتا ہوں، جو لوگ تاریخ اسلام سے واقف ہیں، وہ اس تشبیہ کو سمجھیں گے، ان دونوں میں بڑی مماثلت ہے، اس میں عربی اسلامی سلطنت تھی جس نے صدیوں یورپ میں ڈنکا بجایا، اس کے بار احسان سے وہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا، اس نے یورپ کو بہت کچھ دیا، کاش کہ وہ پورے یورپ کو اسلام کی دولت دیتا، اس سے یہ بڑی کوتاہی ہوئی، اس کوتاہی کے جرمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سے ملک ہی لے لیا۔

عربوں نے یورپ کو علم کی روشنی دی، حقیقت پسندی اور استقراء کا طریقہ دیا، جس کو یورپ کی علمی ترقی میں بہت بڑا دخل ہے، اندلس ہی ہے، جو یورپ کو قیاس سے استقراء پر لایا، قیاس یہ ہے کہ آپ اپنی طرف سے کوئی اصول و کلیہ اپنی ذہانت و مطالعہ سے بنالیں، اور اس کے بعد جزئیات کو اس کے ماتحت کر لیں، اور استقراء یہ ہے کہ آپ جزئیات پر غور کریں، پھر ان کے عمومی و اجتماعی مطالعہ سے آپ ایک کلیہ بنائیں، جزئیات اس کی شہادت و گواہی دیتی ہیں کہ یہ کلیہ ہونا چاہئے۔

یورپ نے جو کچھ ترقی کی ہے، اور فلسفہ مابعد الطبیعیات سے ہٹ کر سائنس، ٹیکنالوجی اور تجربہ پر آیا، وہ استقراء کے اصول کو مان لینے کی وجہ سے، اور یہ دین عطیہ ہے اندلس اسلامی (اسپین) کا، اس نے طب کافن دیا، اور یونان کا

فلسفہ منتقل کر کے یورپ کو دیا، انہوں نے یونان کے فلسفہ کو سمجھا، اس کو مستحکم کیا، اور پھر اس کی شرح کی، پھر اسی کے ترجمے انگریزی اور دوسری زبانوں میں ہوئے۔

لیکن ان سے کوتاہی ہوئی کہ انہوں نے خالص اسلام کی دعوت یورپ میں نہیں پھیلائی، وہ علوم و فنون کی ترقی، اور ادب و شاعری کی ترقی میں لگ گئے، یہ اس وقت کا موضوع نہیں ہے، اورنگ آباد آکر یہ زخم کھن تازہ ہو جاتے ہیں، وہاں اسلامی عرب سلطنت کا زوال ہوا، اور اس کا آغاز ہوا، اور اس کی آخری فصل لکھی گئی، یہاں ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہوا جو بہر حال مسلمانوں کے اقتدار کی ایک نشانی تھی، مورخ و ناقد اس پر کتنی تنقید کریں، ہمیں اس کے بہت سے کارناموں کو ماننا پڑے گا۔

لیکن میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت و سلطنت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور خود قرآن پاک میں اس کو ایک بڑی نعمت کے طور پر بیان کیا گیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں:

”يَا قَوْمِ اِذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَاءَ وَجَعَلَ لَكُمْ مُلُوْكُمْ وَجَعَلَ لَكُمْ يُوْتَ اَحْدَآئِمِ الْعُلَآئِمِ. (المائدہ ۲۰)

”بھائیو! اللہ نے تم پر جو احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا، اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا کہ اہل عالم میں کسی کو نہیں دیا“

حکومت و سلطنت ایک نعمت ہے، لیکن حکومت و سلطنت کوئی ایسی خارجی اور مصنوعی چیز نہیں ہے جو کہیں سے لا کر کہیں ٹھونک دی جائے، یا خود بخود پیدا ہو جائے، حکومت و سلطنت تو ایک خاص کردار، احساس ذمہ داری، ہمدردی، خلاق اور جذبہ خدمت کا مظہر ہے، یعنی جب کسی جماعت یا ملت کا خاص مزاج و کردار پیدا ہو جاتا ہے، تو اس مزاج و کردار کی وسعت اور گہرائی کے مطابق اس کو موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ کسی خطہ زمین پر اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرے:-

”ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْلَمُوْنَ. (یونس ۱۴)

”پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔“

اصل چیز ہے سیرت و کردار، اور وہ طرز زندگی ہے جو ایک سلطنت ہی نہیں، بلکہ سلطنت سے بڑی چیزیں، یعنی معرفت الہی، اللہ کے یہاں کی مقبولیت، نفرت کی تاثیر، اور خیر عام اور ہدایت و رحمت الہی کا دروازہ کھولنے کا کام کرتی ہے، سلطنت تو اس کا ایک ہلکا اور ایک پھیکا سا نشان ہے، ایمانی سیرت وہ چیز ہے، جو آفاق و انفس کی فتوحات عطا

کرتی ہے، اور وہ جہاں گیری عطا کرتی ہے، جس کے سامنے سلطنتیں ہیج ہیں، وہ اصل چیز جو ہر خیر کا منبع و سرچشمہ ہے، وہ ہے سیرت، میں نے کسی موقع پر کہا تھا کہ ”ارادے اداروں کو پیدا کرتے ہیں، ادارے ارادوں کو پیدا نہیں کرتے“ اصل چیز ہے صحیح ارادہ، جب صحیح ارادہ ہو جاتا ہے تو پھر سیکڑوں ادارے وجود میں آتے ہیں، ادارے جیتے ہیں، مرتے ہیں، پیدا ہوتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں، لیکن ارادۂ انسانی جب صحیح ہو جائے اور انسان کی نیت صحیح ہو جائے، انسان کی سیرت شریعت کے سانچہ میں ڈھل جائے، انسان کے اعمال و تصرفات منشاء الہی کے تابع ہو جائیں، منشاء الہی کے سانچہ میں ڈھل کر نکلیں اور ذہن کا رخ صحیح ہو جائے کہ ہر بن موعے صدا آئے: ”وَقُلْ رَبِّ ادْخُلْنِيْ مُدْ خَلِّ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مِّنْ حَرَجٍ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا“ تو ان کے غلاموں کے قدموں کے نیچے کسریٰ و قیصر کے تاج آتے ہیں۔

در شہستان حرام خلوت گزیدہ قوم و آئین و حکومت آفرید

ماند شبہا چشم احرم نوم تاہ تحت خسروی خوابید قوم

اقبال کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تحت خسروی پر آکر سو گئی، یعنی اس نے تحت خسروی کو ایک معمولی چارپائی اور ایک سریر سمجھا، اس کو خاطر میں نہیں لائی، جہاں بیٹھنا چاہئے تھا، جاہ و جلال کا اظہار کرنے کے لئے، وہاں وہ سو گئی۔

تو اصل چیز کیا ہے؟ خدا کو جب منظور ہوگا، اور خدا کی حکمت کا تقاضہ ہوگا تو سلطنت وجود میں آئے گی، اور جب خدا کی حکمت کو کچھ اور تقاضہ ہوگا، تو اس سے بھی بری چیزیں وجود میں آئیں گی، یہ درویشان بے نوا، یہ فقیران کج کلاہ، آپ کی سرزمین میں آرام فرمائیں، انہوں نے بادشاہوں پر حکمرانی کی ہے، حضرت خواجہ برہان الدین غریب..... کے واقعات پڑھئے، حضرت خواجہ زین الدین کے واقعات پڑھئے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ شیخ زین الدین کو بادشاہ وقت نے طلب کیا، جو اس وقت کا سب سے بڑا بادشاہ تھا، کسی بات پر اس کو ناگواری ہوئی تو انہوں نے خواجہ برہان الدین غریب کی قبر پر آکر اپنی لاشی گاڑ دی اور کہا، اب جس میں دم اور ہمت ہو وہ یہاں سے اٹھا کر دیکھے، تو اس کے سامنے بادشاہ ہی جھکا، وہ اس کے سامنے نہیں جھکے، ایسی نظیروں سے پوری تاریخ بھری ہوئی ہے۔

اصل چیز کیا ہے، وہ ہے سیرت کا پیدا کرنا، جس کا عنوان ہے ”ادْخُلْنِيْ“ میں داخل ہوں تو تیرے حکم کے مطابق، نکلوں تو تیری تعلیم اور منشاء کے مطابق، جس کو ”مدخل صدق“ اور ”مخرج صدق“ کہا گیا: ”وَّاجْعَلْ

لِى مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا“ (الاسراء، ۸۰) اور اپنے ہاں سے زور و قوت کو میرا مددگار بنائیو“ کہا گیا، آپ کے سوا مدد کرنے والی کوئی ذات نہیں ہے، میرے لیے آپ اپنی طرف سے طاقت پیدا کر دیجئے، اصل مسلمانوں کی طاقت اس میں مضمر ہے، کس کی سلطنت رہی ہے؟ اگر کسی کی سلطنت رہتی تو خلافت راشدہ رہتی، اور اس کے بعد کوئی شہنشاہی رہتی تو سلطنت عباسیہ جو پورے متمدن افریقہ اور ایشیا کے عظیم ترین ممالک پر حکومت کرتی تھی، یہ مغلوں کی سلطنت خود کتنی بڑی سلطنت تھی، یہ چیز یعنی نعت اللہ تعالیٰ کسی کو دے تو فائدہ اٹھانا چاہئے، میں اس کی تحقیر نہیں کرتا لیکن یہ مسلمان کے لیے موت و زندگی کا سوال نہیں۔ یہ نہیں کہ سلطنت ختم ہو جائے تو یہ امت مرغی، اور جب سلطنت آئے تو یہ امت زندہ ہو گئی، امت سلطنت سے بالاتر ہے، سلطنت امت سے بالاتر نہیں، سلطنت امت کے لئے ہے، امت سلطنت کے لئے نہیں، سیرت سلطنت بھی پیدا کرتی ہے، اور سلطنت سے بھی عظیم تر چیز پیدا کرتی ہے، اور وہ سیرت خود خدا کو پسند ہے، جس کے انعام میں وہ ساری دنیا بھی عطا کر دے اور نعت اقلیم کی سلطنت بھی عطا فرمادے..... اور عطا بھی فرمائی ہے، کبھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو، اور کبھی اپنے کسی اور محبوب بندے کو۔

”وَقُلْ رَبِّ ادْخُلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدْقٍ“ میرا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، مرنا جینا، سب تیرے لیے ہو، اور الفاظ قرآنی میں وہ کہا جاسکے جس کی نبی کو تعلیم دی گئی ہے: ”قُلْ اِنْ صَلَاتِيْ وَنَسْكَى وَمَحْيَاىِ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ“ (الانعام ۱۶۲) (یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے، اور میں سب سے اولیٰ فرماں بردار ہوں۔

مسلمان کی زندگی شریعت کے سانچے میں، قرآن و حدیث کے سانچے میں، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھل کر نکلے، نہ اپنی خواہش سے جانا، نہ اپنی خواہش سے آنا، نہ اپنی خواہش سے اٹھنا، نہ اپنی خواہش سے بیٹھنا، نہ اپنی خواہش سے حکم چلانا، نہ اپنی خواہش سے حکم ماننا، اور نہ اپنی خواہش سے کسی کو زیر کرنا، نہ اپنی خواہش سے کسی کے سامنے زیر ہونا، یہ ہے ”ادخلنی مدخل صدق وَاخرجنی مخرج صدق“۔

ہر کام کے لئے شریعت کی دلیل ہونی چاہئے، خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے، اس وقت کا فرمان کیا ہے، اس وقت کا حکم کیا ہے؟ اس وقت خدا کا حکم ہے کہ ہم جگمگ جائیں، اس وقت خدا کا حکم ہے کہ ہم رُک جائیں، حالی نے سجادہ کرام کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے

بھڑکتی نہ تھی خود بخود اس میں شریعت کے بجائے میں تھی باگ ان کی

جہاں کر دیا نرم نرم گئے وہ جہاں کر دیا گرم گرم گئے وہ

حضرات! مجھے ایک تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے، پرانی یادیں ستائیں، اور میرے دل میں چٹکی لیں، یہ الگ بات ہے، لیکن قرآن ازلی وابدی کتاب ہے، اور وہ خدا کا فیصلہ ناطق ہے، اصل چیز ہے، اسلام کی سیرت بنانا، یعنی نفس کی خواہش، اپنے ذاتی مفادات، اور وقتی تقاضوں کو شریعت کے سامنے جھکا دینا، اور اس کے تابع بنادینا، یہ جھوٹی عزت، یہ نام وری، یہ شہرت، ہم چشموں میں عزت کوئی چیز نہیں، اصل چیز، امر الہی ہے، اور امر الہی کیا ہے؟ اس کو تلاش کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہماری کیسی زندگی چاہتا ہے، اس وقت اسلام کی مصلحت کا تقاضہ کیا ہے؟ معیار اور کسوٹی یہ ہے کہ ہمیں کیا ملے گا؟ ساری جدوجہد، سیاسی جدوجہد سے لے کر معاشی جدوجہد تک اسی مرکز کے گرد گھومے وہ کیا؟ کہ ہمیں اس سے کیا ملے گا؟

آج تمام دنیا میں مسلمان ہیں، کونسا ملک ہے، جہاں آپ کے ملک کے لوگ موجود نہیں؟ لیکن کس کے لئے ہیں، بس یہی مسئلہ ہے، دعوت پھیلانے کے لئے؟..... نہیں، ایسا نہیں ہے کہ انسانیت پر رحم کھا کر انگلستان، کنیڈا، امریکہ، خود عرب ملکوں کی موجودہ خطرناک حالات دیکھ کر وہ بے چین ہو کر اپنے گھروں سے نکلے ہوں، یہ ”آخر جنی مخرج صدق“ نہیں ہے، اور جو وہاں گئے تو یہ ”ادخلنی مدخل صدق“ نہیں ہے، معاشی مصلحت کے مفاد نے ان کو نکالا، معاشی مفاد نے ان کو وہاں داخل کیا، معاشی و ذاتی و خاندانی مفاد نے ان کو وہاں رکھا، جب اس کو تقاضہ ہوگا کہ مکہ کے بجائے نیویارک چلے جائیں تو وہ چلے جائیں گے، آپ جب چاہیں امتحان لے کر دیکھ لیجئے، اور جب اس کا تقاضہ ہوگا کہ مکہ چلے آئیں تو وہاں چلے آئیں گے، اس لیے نہیں کہ وہاں حرم ہے، بلکہ اس لیے کہ معاشی مسئلہ کا تعلق وہاں سے ہے یہ نہ ”مدخل صدق“ پر عمل کر رہے ہیں، اور نہ ”مخرج صدق“ پر چل رہے ہیں، یہ اللہ کا حکم ہے، اپنے نبی کو تعلیم دی جا رہی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں امت کو تعلیم دی جا رہی ہے، ہم دعا کریں ”رب ادخلنی مدخل صدق و اخر جنی مخرج صدق“ ہمارا جینا مرنا، ہمارا کسی سے خوش ہونا، کسی سے ناراض ہونا، ہمارا ٹوٹنا اور جڑنا، ہمارا بگڑنا اور بننا، یہ سب خدا کے حکم اور امر الہی کے تابع ہو، پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کیا عطا کرتا ہے؟ شکوہ اس سیرت کے بدل جانے کا ہے، اس ذہن کے بدل جانے کا ہے کہ شریعت ہماری امام نہ رہی، شریعت ہمارا فیصلہ کرنے والی طاقت نہ رہی جو ہمارے مسائل میں ایک حکم کی

حیثیت رکھے، ہم نے شریعت کو حاکم نہیں بنایا، ہم نے اپنی خواہشات کو، اپنے مفادات کو حکم بنایا، بس اس وقت اصل انقلاب جو مسلمانوں کے لیے ضروری ہے، وہ ہے سیرت کا اختیار کرنا کہ ہماری زندگی اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کے مطابق بن جائے، وہ ہم سے جو کرائے وہ ہم کریں، وہ جو چھڑائے وہ ہم چھوڑیں۔

آج امتحان لے لیجئے، ہم سب مسلمان کہلاتے ہیں، اللہ کا شکر ہے، اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار انعام ہے، نبیوں کی دولت ہمارے پاس ہے، ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے، میں ہرگز اس کا انکار نہیں کرتا، اور نہ اس کی اہمیت کم کرتا ہوں لیکن اس کے بعد ہماری سیرت کیا ہے؟ جس میں فائدہ دیکھا اس کو کیا، سیاسی جدوجہد کو لے لیجئے کہ ہمارے سامنے اسپیلیوں اور پارلیمنٹوں کی ممبریاں ہیں، اس کے بعد کی کمیٹیاں ہیں، اس کے بعد کے کمیشن ہیں، اور اس کے بعد کے فوائد ہیں، عزتیں ہیں، سرخ روٹی ہیں، اور دوسرے میدانوں میں دیکھ لیجئے، شادی بیاہ ہے، بس اس میں جو کچھ ہو رہا ہے، غلط ہو کر صحیح، اس کا مقصد یہ ہے کہ برادری میں تعریف ہو، نام روشن ہو دھوم مچے کہ فلاں کی شادی اس طرح سے ہوئی، فلاں کام اس دھوم دھڑکے سے ہوا، یہ تو ”ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق“ نہیں ہے، مسلمان کو پہلے یہ پوچھنا چاہئے کہ شریعت کا حکم کیا ہے، یہ ہمارے لیے جائز ہے کہ نہیں؟ صحابہ کرامؓ نے تو یہی کیا کہ شراب جیسی چیز۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم سب کو محفوظ رکھا۔ کسی نے کہا ہے چھٹی نہیں ہے ظالم منہ سے لگی ہوئی

امریکہ میں پریسڈنٹ ہوور (HOOWER) کے زمانے میں اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی کہ امریکہ سے شراب چھوٹ جائے، دیکھ لیجئے اس کی تمام تر تفصیلات کہ اس کے لیے کیا ذرائع استعمال کئے گئے، اس کے لئے جان تک کی بازی لگادی، پروپیگنڈہ کیا، ترغیبات دیں، اس کے نقصانات بیان کئے گئے، تاریخ کی ۹ شہادت موجود ہے کہ بجائے کم ہونے کے مزید لت پڑ گئی، اور ضد ہو گئی کہ شراب نہیں چھوٹ سکتی، آخر میں صدر اور حکومت کو ہار مانی پڑی، انہوں نے ہار نہیں مانی، اس کے مقابلہ میں مدینہ میں بوریہ پر بیٹھ کر اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے: ”یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه لعلکم تفلحون“ (المائدہ ۹۰) ”اے ایمان والو! شراب اور جو اور بت اور پاسبے (یہ سب) ناپاک کام، اعمال شیطان سے ہیں، سو ان سے بچتے رہنا تا کہ نجات پاؤ۔“

یہ کہنا تھا کہ ادھر سے آواز آئی ”انتھینا انتھینا“ لوگوں کا بیان ہے کہ ہونٹوں پر جتنی شراب گئی، اس سے آگے

بڑھنے نہ پائی، ایک قطرہ بھی نہیں گیا، اسی وقت انڈیل دی، جو جہاں بیٹھا تھا اس نے وہیں انڈیل دی، دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مدینہ کی گلیوں اور تالیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے پانی بہتا ہے، اب اس کے بعد دیکھئے کہ شراب پینے کے کتنے واقعات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آئے جب کہ تمدن بھی آگیا تھا، اور روم و ایران اور شام کی دولت کے خزانے امنڈ آئے تھے۔

اس وقت جس چیز کی کمی ہے، اور جو چیز فیصلہ کن اور انقلاب انگیز ہے وہ ہے اسلامی سیرت کا اختیار کرنا، اور اگر ایسا اجتماعی طور پر ہو تو کیا کہنے ہیں، اجتماعی طور پر بھی الحمد للہ کوششیں ہو رہی ہیں، انفرادی طور پر کوشش کر کے دیکھئے، اور آپ سب لوگ الحمد للہ یہاں پر موجود ہیں، ہم میں سے ہر ایک شخص یہ طے کرے کہ شریعت کو مقدم رکھنا ہے، حکم الہی اور حکم شرعی پوچھنا ہے، کوئی بھی کام ہو، سیاسی انتخاب و الیکشن سے لے کر شادی بیاہ، ختنہ، عقیقہ، مکان کی تعمیر، جائیداد کی تقسیم، اور کھانے پینے تک یہ دیکھنا ہے کہ شریعت کی اجازت ہے کہ نہیں، اور شریعت کا حکم کیا ہے؟ اگر یہ بات پیدا ہو جائے تو تمام کوششیں حاصل، آپ کا یہاں آنا حاصل اور میرا یہاں آنا اور کچھ کہنا حاصل، ورنہ نہ نشستند و گفتند و درخواستند

یہ برسوں سے ہو رہا ہے، نہ ہمیں کہنے سے فرصت ملتی ہے اور نہ آپ کے سننے کی عادت جاتی ہے، اس کا کچھ حاصل ہلانا چاہئے، جو نمازی نہیں ہے، وہ اب اس نماز سے جو ظہر کے وقت آنے والی ہے، مرتے مرتے مرجائے عہد کرے کہ نماز نہیں چھوڑیں گے، اگر خدا نخواستہ آپ کسی ناجائز چیز کے عادی ہیں تو یہیں تو بہ کیجئے کہ اب اسے ہاتھ نہیں لگانا ہے، مسلمان سیاسی طور پر اتنے پیچھے ہیں، ہر جگہ اسی بات کا رونا سنتے سنتے کان پک گئے، جان لیوں پر آگئی۔ بس ہو چکا۔ کم سے کم اپنے شعور کے وقت سے سن رہا ہوں، کوئی مجلس، کوئی جلسہ اس سے خالی نہیں، سیاسی رونا، اقتصادی رونا، لیکن کوئی عزم نہیں، کوئی فیصلہ نہیں، ضرورت ہے ہم اپنی سیرت بدلیں، اس کے بغیر کام نہیں چلتا، اور جب اللہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہے، اور اس کو یہ تلقین کرے، اور یہ وظیفہ بتائے کہ تم یہ دعا کرو کہ ”رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق“ تو ہم کس شمار قطار میں ہیں۔

قانون تو معمولی آدمی نہیں بدلتا، اور یہ تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے، اور قانون یہ ہے کہ پہلے تم بدلو ”یسنی اسرائیل اذکرو انعمتی الی انعمت علیکم و اوفو بعہدی اوف بعہدکم“ (البقرہ ۴۰) آلے یعقوب! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا، میں اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا۔) اے بنی اسرائیل (جو اس وقت کی معزز و مکرم قوم تھی) اللہ کے احسان کو یاد کرو، جو تم پر کیا، اور میرے عہد کو پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا، ترتیب یہ ہے، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اللہ میاں اپنا عہد پورا

کردیں، باقی پھر دیکھا جائے گا، اور اللہ میاں علیم و خیر ہے، دل کے حالات جاننے والا ہے، پہلے سے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے، سارا شکوہ خدا سے ہے، ارے صاحب!..... یہ امت مرحومہ، یہ اشرف الامم کس طرح ذلیل کیسی خوار ہے، ہر جگہ پٹ رہی ہے، اور یہ نہیں دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں، آپ اپنی زندگی میں کوئی تبدیلی لائے، اتنے دنوں سے وعظ ہو رہے ہیں، تبلیغی جماعت کام کرائی ہے، ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ نہ شادی بیاہ کے رسم و رواج میں کوئی فرق ہے، اور نہ مسلمانوں کے اسراف میں کوئی فرق ہے، اسی شہر میں کسی جگہ سے گزر رہا تھا، وہ روشنی دیکھی، خطرہ ہوا کہ شاید یہ گھر کسی مسلمان کا ہو، بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام روشنی یہیں آگئی ہے، کسی بات میں فرق لانے کو تیار نہیں، بیس برس پہلے اور دس برس پہلے جو طرز زندگی تھا وہی آج ہے، جو نماز کے پابند نہیں، وہ نماز کے پابند نہیں، جو پینے پلانے کا عادی تھا، وہ پینے پلانے کا عادی ہے، جو مال میں حقوق العباد میں، معاملات میں، دیانت داری کو ضروری نہیں سمجھتا وہ اب بھی ضروری نہیں سمجھتا، جو ہاتھ لگ جائے وہ اپنا مال۔

یہی ہندوستان کا ملک ہے، اگر آپ میں صداقت آجائے، آپ میں انصاف آجائے، آپ میں خلوص آجائے، آپ میں ہمدردی آجائے، انسانی جان و مال کا پورا احترام اور ملک کو بچانے کی پوری فکر پیدا ہو جائے، تو کوئی زبردستی کی بات نہیں، سنت خداوندی تو بڑی چیز ہے، فطرت انسانی ہے کہ کہا جائے گا اب آپ ہی انتظام سنبھالئے، کہ یہ ملک تباہ ہو رہا ہے، گاڑی چلتی نہیں ہے، ہر آدمی آپ ہی کو چاہتا ہے، اپنا کام کرنا چاہتا ہے، اپنا وقت بچانا چاہتا ہے، نقصان سے بچنا چاہتا ہے، انسانی فطرت ہے، اگر اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کام آپ ہی کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے، تو پھر کہاں کا قومی تعصب اور کہاں کا فرقہ وارانہ عصبیت، سب کہیں گے، لیجئے بس اب آپ ہی ذمہ داری قبول کیجئے، قوموں کی لیڈر شپ اس طرح ہاتھ میں نہیں آیا کرتی کہ آپ لڑتے بھی رہیں، اور کام کچھ نہ کریں، اور شکوہ و شکایت کریں، اور اس کے بعد کہیں کہ اقلیت میں ہونے کے باوجود ہمیں وہ حقوق ملیں، اور ہماری مرضی پوری ہو، اقلیت تو اقلیت، فرد واحد اپنی دیانت سے، اپنی خدا ترسی سے، اپنی قابلیت سے سب کو جھکا لیتا ہے اور اپنا لوہا منوالیتا ہے، سیاسی شکوے، سیاسی مظاہرے اور احتجاج بہت ہیں، لیکن ہم اپنی سیرت نہیں بدلتے، ہم میں کا ہر آدمی جس جگہ ہے، جس محکمہ میں ہے، جس محاذ پر ہے وہ ثابت کر دے کہ آپ ایک سچے، راست باز انسان ہیں، آپ ایک محنت شعار انسان ہیں، حق و انصاف کے معاملہ میں آپ ہندو مسلم کی بھی کوئی تفریق نہیں کرتے، آپ کے لئے حرام ہے کہ آپ کسی ناجائز میے کو نظر اٹھا کر بھی دیکھیں، یہ آپ کچھ دن کر کے دیکھئے پھر ہندوستان کا نقشہ کیا ہوتا ہے، اور آپ کس مقام پر نظر آتے ہیں؟ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین